عصری مسائل کا حل
سیرت طیبہ کی روشنی میں (۲)

ممتاز احمد اعوان ☆

ا) سیاسی عدم استحکام

ہمارے موجودہ مسائل میں ایک اہم مسئلہ سیاسی عدم استحکام ہے۔ اس عدم استحکام کا سبب سیاسی کارکنوں کی عدم رواداری، پُر تشدد اور غیر متوازن رویّہ ہو یا حکومت کی جانب سے لوگوں کے حقوق کی عدم ادائیگی، ہر دو صورتوں میں ملکی معیشت اور ترقی پر منفی اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں اس مسئلے کا بڑا متوازن حل موجود ہے۔ آپؐ نے سیاسی کارکنوں کو بڑے سخت الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے کہ وہ آئے دن حکومت کو کمزور کرنے کے لئے مظاہرے اور پُر تشدّد پالیسی اختیار نہ کریں۔ اس سلسلے میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ انہیں حتی المقدور حکومتِ وقت کی اطاعت کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہر روز انارکی پیدا کی جائے گی اور ملک غیر مستحکم ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات گرامی ملاحظہ ہوں :

۱) "اگر تمہارے اوپر کسی نکٹے حبشی غلام کو بھی حاکم بنا دیا جائے اور وہ تمہیں کتاب اللہ کے مطابق حکم دے تو تم اس کی اطاعت کرو اور اس کا حکم مانو"۔ {۱۹}

۲) "حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے خواہ وہ حکم تمہیں پسند ہو یا ناپسند، جب تک کہ وہ تمہیں گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ گناہ کا حکم دے تو تم پر اس کی اطاعت لازم نہیں"۔ {۲۰}

☆ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج پیپلز کالونی گوجرانوالہ

۳) "تم میں سے جو شخص حاکم کی طرف سے ایسی کوئی چیز دیکھے جو اسے ناگوار ہو تو صبر کرے کیونکہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوا اور اسی حال میں فوت ہوا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔"{۲۱}

۴) نبی کریم ﷺ نے فرمایا : "تمہارے حکمران اچھے کام بھی کریں گے اور بُرے بھی۔ تمہارا فرض ہے کہ تم انہیں ٹوکو۔ جس نے ایسا کر دیا تو گویا وہ اپنے فرض سے بری ہو گیا۔ ایسا شخص جو انہیں ٹوک تو نہ سکا لیکن انہیں دل سے برا کہتا رہا وہ بھی بچ گیا۔ لیکن جس شخص نے ان سے اتفاق کیا اور ان کے برے افعال کی پیروی کی وہ شخص گناہ میں شریک ہو گیا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کیا ہم ان سے لڑیں؟ آپؐ نے فرمایا : "نہیں جب تک کہ وہ نماز ادا کرتے رہیں۔" ایسا آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا۔ {۲۲} نماز پڑھنا در حقیقت اس بات کا اظہار ہو گا کہ وہ کھلم کھلا دین سے برگشتہ نہیں ہوئے اور دین کی وقعت ان کے دلوں میں موجود ہے۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے۔ آپؐ نے حکمرانوں کو بھی سخت الفاظ سے متنبہ کیا ہے کہ لوگ تو ان کی اطاعت کریں گے لیکن اس اطاعت کو وہ اپنے اقتدار کی مضبوطی اور طوالت کے لئے استعمال نہ کرنے لگیں، بلکہ اگر انہوں نے ان کے حقوق ادا نہ کئے تو وہ بہت بڑے خائن اور بد دیانت شمار ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ نے قومی یکجہتی، داخلی استحکام اور مملکت کی مضبوطی کے لئے جہاں عوام کو پابند کیا ہے کہ وہ حتی المقدور سربراہ حکومت یا مملکت کی اطاعت کریں وہاں انہیں کلمۂ حق بڑی جرأت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ {۲۳} کلمۂ حق بلند کرنے کا حق بھی در حقیقت مملکت کی مضبوطی کے لئے ناگزیر ہے ورنہ حکومت آمرانہ رجحانات کی جانب چل پڑتی ہے اور سیاسی نظام تباہ ہو جاتا ہے۔

داخلی استحکام کی خاطر نبیؐ کریم ﷺ نے عوام کو اطاعت کا خوگر بنایا تو دوسری جانب حکمرانوں کو بھی خبردار کیا کہ وہ عوام کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔ معقل بن یسارؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ :

"جس بندہ کو اللہ تعالیٰ نے رعیت کی نگہبانی سپرد کی اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے

ساتھ یہ فرض پورا نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا"۔ {۲۴}

اسی صحابیؓ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

"جو شخص مسلمانوں کی سرداری کو اپنے ہاتھ میں لے اور اس حال میں مرے کہ وہ خائن اور ظالم ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا"۔ {۲۵}

نبی کریم ﷺ نے ظالم حکمرانوں کو بد ترین حاکم قرار دیا۔ {۲۶} نبی کریمؐ نے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ جو حکمران میری امت کو مشقت میں ڈالے تو بھی اسے مصیبت و مشقت میں ڈال اور جو نرمی کرے تو بھی اس کے ساتھ نرمی کر"۔ {۲۷}

اسی طرح نبی کریمؐ نے یہ ارشاد بھی فرمادیا کہ مملکت کی مضبوطی کی خاطر اگرچہ حکمران کی اطاعت بڑی اہم ہے تاہم ان کی اطاعت صرف نیکی کے کاموں میں ہے اور مخلوق کی اطاعت اس صورت میں جائز نہیں کہ اس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو۔ {۲۸}

نبی کریم ﷺ نے ایک جانب یہ فرمایا کہ :

"جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اس جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" {۲۹}

لیکن دوسری طرف پوری طرح اظہار رائے کی آزادی بھی دی ہے۔ اگر حکمران کھلم کھلا ایسی روش اختیار کرلیں جس سے کفر کا اظہار ہوتا ہو تو اس صورت میں ان کا حکم نہیں مانا جائے گا{۳۰}۔ اگرچہ ایک طرف یہ حدیث موجود ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہؐ کے دست اقدس پر خوشی، غمی، سختی اور آسانی میں حاکم کی اطاعت کی بیعت کیا کرتے تھے {۳۱} لیکن ساتھ ہی روایت میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ ہم اس بات پر بیعت کیا کرتے تھے کہ "ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا کئے بغیر ہمیشہ سچ ہی کہیں گے"۔ {۳۲} اس طرح آپ ﷺ نے دونوں فریقوں کو اختیارات دیئے ہیں تاکہ آمریت بھی جنم نہ لے اور سیاسی کارکن انارکی بھی نہ پھیلاتے پھریں۔

iii) کمزور طبقہ کے بارے میں حکمرانوں کا غیر مناسب رویّہ

ہر ملک کی آبادی کا بالعموم ایک غالب حصہ ان لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو اس ملک کے وسائل معیشت کو ترقی دینے میں عملی کردار ادا کرتا ہے لیکن کم آمدنی اور محدود

وسائل کی وجہ سے اس کی آواز میں وہ "سیاسی زور" نہیں ہوتا جو ایک جاگیردار یا اعلیٰ عہدے پر فائز سرکاری افسر کی آواز میں ہوتا ہے۔ وہ ملک کو کما کر دیتا تو ہے لیکن وہ خود دو وقت کی روٹی کے لئے ہمہ وقت مصروف رہتا ہے۔ اس سے ووٹ لینے کے لئے اس کا نام اچھال کر سیاست دان اپنی دکان چمکاتے تو ہیں لیکن اس کی زندگی میں کوئی انقلاب نہیں آتا۔ یہ طبقہ عموماً محرومیوں کے احساسات تلے دبا رہتا ہے۔ یہ لوگ اگر اس احساس محرومی کو اپنے اوپر مسلّط کر لیں تو ملک کا معاشرتی اور سیاسی نظم درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ اس لئے ایک کامیاب نظام کی خصوصیت یہ ہونی ضروری ہے کہ وہ اس محنت کش طبقے کی آواز کو جائز مقام دے اور اسے محض انتخابی مہم کا نعرہ نہ بنائے۔

نبی کریم ﷺ نے عملی طور پر اس طبقہ کو اس کا محترم مقام دیا۔ آپؐ غریبوں میں بیٹھنا' ان سے باتیں کرنا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونا پسند فرماتے۔ طبرانی کی روایت ہے :

((كان ياتى ضعفاءَ المسلمين ويزورهم ويعود مرضاهم ويشهد جنائزهم)) {۳۳}

(نبی کریم ﷺ) کمزوروں کے پاس تشریف لے جاتے' ان سے ملاقات فرماتے' مریضوں کی عیادت فرماتے اور ان کے جنازوں میں شرکت فرماتے۔"

آپ ﷺ نے غریبوں کو احساس دلایا کہ اگرچہ معاشرے کے لوگ ان کی ظاہری ہیئت کی وجہ سے انہیں زیادہ وقعت نہیں دیتے لیکن اللہ کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہے {۳۴}۔ آپؐ کے متعدد ارشادات گرامی ہیں کہ اللہ تعالیٰ غریبوں اور ضعیفوں کی وجہ سے امیروں کو رزق عطا فرماتے ہیں {۳۵}۔ آپؐ نے فرمایا کہ غرباء' امیروں کے مقابلے میں چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے {۳۶}۔ آپؐ نے فرمایا میں نے معراج کی رات جنت میں جھانک کر دیکھا تو مجھے وہاں زیادہ تر غرباء ہی دکھائی دیئے۔ {۳۷} ایک حدیث میں فرمایا گیا : تم میری رضامندی کو اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو۔ {۳۸} خندق والے دن کھدائی کرتے ہوئے لوگوں نے بھوک کی شکایت کی۔ رحمتِ عالم ﷺ نے جو خود بھی کھدائی میں شریک تھے' اپنے بطن مبارک سے بندھے ہوئے دو پتھر دکھائے۔ {۳۹} یہی

وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غرباء نے مملکت کی بقاء و استحکام کے لئے ہراول دستے کے طور پر کام کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہ معاشرے کے مؤثر اور باوقار شہری ہیں۔ اسی پالیسی کا نتیجہ تھا کہ امراء نے کبھی اپنے آپ میں کوئی امتیازی شان محسوس نہیں کی اور وہ غرباء کے ساتھ برابر کے شہری شمار ہوتے رہے۔ اس سے طبقاتی مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہی ختم ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے ایک بہت بڑے خطرے اور فتنے کی جانب بھی ہمیں متوجہ فرمادیا جو یقیناً عصر حاضر میں پیدا ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا :

((انما هلك من كان قبلكم انهم كانوا يقيمون الحد على الوضيع ويتركون الشريف والذى نفسى بيده لو فاطمة بنت محمد فعلت ذلك لقطعت يدها)) {۴۰}

"بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ وہ کم مرتبہ لوگوں پر تو حدیں لاگو کردیتے تھے لیکن بااثر لوگوں کو چھوڑ دیتے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی اس جرم کا ارتکاب کرتی تو میں یقیناً اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔"

ظلم ہر دور کا بنیادی مسئلہ رہا ہے۔ ظلم یہ ہے کہ حق دار کی بجائے حق دوسرے شخص کو دے دینا۔ اس کے برعکس عدل ہے' جس کا معنی ہے حق دار کو حق دینا۔ اسلام تو آیا ہی اس لئے تھا کہ وہ معاشرتی' معاشی اور سیاسی شعبوں سے ظلم کا خاتمہ کرے۔ نبوت' کتاب اور عدل و انصاف کی میزان کا قرآن مجید نے ایک ساتھ ذکر کر کے ہمیں بتایا ہے کہ نبوت اور کتاب کے نزول کا مقصد اسی وقت مکمل ہو گا جب کتاب کی روشنی میں لوگوں کو ان کے حقوق ملیں۔ ظلم کی مذمت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

i) ((الظلم ظلماتٌ يومَ القيامه)) {۴۱}

"ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے اندھیرے کی ایک شکل ہو گی۔"

ii) ((اتّق دعوة المظلوم فانها ليس بينها وبين اللّٰه حجابٌ)) {۴۲}

"مظلوم کی دعا سے بچو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔"

iv) جہالت اور سیرتِ طیبّہ میں اس کا حل

جہالت دورِ حاضر کا ایک اہم اور بنیادی مسئلہ ہے۔ ہر حکومت کے بنیادی اہداف میں فروغ تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اقوام متحدہ کے بنیادی پروگراموں میں فروغ تعلیم کے لئے مختلف ممالک کو مالی اور فنی امداد مہیّا کرنا بھی شامل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس ضرورت کو آج سے صدیوں قبل محسوس فرمایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے کتنے ہی ناگفتہ بہ حالات اور دشمن کی ہر لحہ معاندانہ حرکتوں اور سازشوں کے باوجود آپؐ نے علم اور فروغ علم کا اہتمام فرمایا۔ وہ قوم جو پڑھنے کے مزاج ہی سے ناآشنا تھی اسے علم کا شیدائی بنا دینا کچھ اتنا آسان کام نہ تھا۔ یہ آپؐ کی رکھی ہوئی بنیادوں کی اثر آفرینی ہی تھی کہ یہی عرب ایک دو صدیوں کے اندر اندر پوری دنیا میں علم و حکمت کے جھنڈے گاڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

اسلام سے قبل علم مخصوص طبقوں تک محدود تھا۔ ارسطو ہو یا افلاطون یا کوئی اور تمدن ہر جگہ تعلیم و تعلّم خاص لوگوں کا حق ہی دکھائی دیتا ہے۔ اسلام نے علم کو ہر انسان کی ایک بنیادی ضرورت قرار دیا۔ یونان اور چین میں علمی ترقی دکھائی دیتی لیکن اہل حل و عقد تعلیمِ عامہ کے قائل نہ تھے۔ ہندوستان میں یہ حق پنڈتوں کو حاصل تھا اور شودر حصول علم کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ ہوں :

(i) ((طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم))
"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔ {۴۳}

(ii) نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جو شخص علم کے حصول کے لئے گھر سے نکلتا ہے اس کے لئے کائنات کی تمام اشیاء دعائیں کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر وہی فضیلت ہے جو چودھویں رات کے چاند کو پہلی رات کے چاند پر ہوتی ہے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں"۔ {۴۴}

(iii) قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : ((من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللّٰہ حتی یرجع)) {۴۵}
"جو شخص حصول علم کے لئے نکلا وہ اللہ کی راہ میں نکلا ہوا شخص ہے، یہاں تک کہ وہ لوٹ کر گھر آجائے"۔

(iv) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

((اُغدُ عالمًا او متعلمًا او مستمعًا او محبًا ولا تكن الخامسه فتهلك)) {۴۵}

"تجھے اس حال میں صبح کرنی چاہئے کہ تو عالم ہو' علم سیکھنے والا ہو' علم سننے والا ہو یا علم سے محبت رکھنے والا ہو۔ اگر کوئی پانچویں صورت اختیار کی تو ہلاک ہو جائے گا۔"

(v) رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے فرمایا کہ وہ دوسری زبانوں کا علم سیکھیں۔ آپؐ نے فرمایا "زید تم میرے لئے یہودیوں کی کتاب سیکھو.... زید تم سریانی سیکھو!" زید کہتے ہیں کہ میں نے سترہ دنوں میں زبان سیکھ لی۔ {۴۷}

اس سے معلوم ہوا کہ دینی علوم کے علاوہ دیگر علوم سیکھنے کی اسلام میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

آپؐ نے علم کے فروغ پر بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی' اسے یاد رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا" {۴۸}۔ اس موضوع کی بہت سی احادیث کتب حدیث میں موجود ہیں۔ {۴۹}

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ اسے چھپائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی"۔ {۵۰} ایک ارشاد گرامی یوں ہے : "اس شخص کی مثال جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور اس نے اسے آگے نہ پہنچایا' اس شخص کی سی ہے جسے اللہ نے مال دیا ہو' اس نے اسے جمع تو کر لیا لیکن وہ اسے خرچ نہیں کرتا"۔ {۵۱} آپؐ نے علم کے فروغ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کے پھیلائے ہوئے علم کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے۔ {۵۲} وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا ہو اور وہ اسے دوسروں تک پہنچاتا ہو' اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسے شخص پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ {۵۳}

اسلامی ملکوں کے نظام تعلیم میں یہ عمومی کوتاہی پائی جاتی ہے کہ طالب علم میں تحقیق

جذبہ اور تخلیقی استعداد پیدا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ اور محض اقوال و آراء از بر کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ طالب علم اپنی معلومات کے بل بوتے پر امتحان میں اپنی حیثیت تسلیم کروا لیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دیئے ہوئے تصور علم میں اس کمزوری کا علاج موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بات کی تہہ تک پہنچو اور اس کی حقیقت کو پاؤ۔ اس سلسلے میں آپؐ نے ہمیں یہ دعائیں تعلیم فرمائیں :

((اللھم ارنا حقیقۃ الاشیاءِ کما ھی)) {۵۴}

"اے اللہ تو ہمیں اشیاء کی حقیقت دکھا جیسا کہ وہ فی الواقع ہیں"۔

اسی طرح آپؐ نے علم نافع کا تصور دیا۔ ایسا علم جس سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو اس سے آپ نے پناہ مانگی۔ آپؐ نے فرمایا :

((اللھم انی اعوذ بک من علمٍ لا ینفع)) {۵۵}

"اے اللہ میں غیر نفع بخش علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

اس کے ساتھ آپؐ نے یہ دعا تعلیم فرمائی :

((اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی)) {۵۶}

"اے اللہ مجھے تو نے جو علم دیا اس سے فائدہ دے اور ایسا علم دے جو فائدہ مند ہو"۔

(جاری ہے)

حواشی

{۱} النساء : ۱۴، النور : ۵۱، الجن : ۲۳

{۲} النبی اولٰی بالمومنین من انفسھم....

"نبی کریم (ﷺ) تمہاری اپنی جانوں سے بھی زیادہ تم پر حق رکھتے ہیں"۔

{۳} لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیزٌ علیہ ما عنتم حریصٌ علیکم بالمومنین رءوفٌ رحیمٌ○

"لوگو! تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف انہیں گراں گزرتی ہے اور وہ تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں۔ وہ مومنوں پر بہت شفقت کرنے والے اور مہربان

ہیں۔"

{۴} ابن عبدالبر' حافظ' جامع بیان العلم' جلد دوم' صفحہ ۱۸۰
{۵} ابن ماجہ' سنن ابن ماجہ' جلد اول' صفحہ ۱۴' حدیث نمبر ۴۲' ابو داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۲۰۱
{۶} خطیب تبریزی' مشکوٰۃ المصابیح' جلد اول' صفحہ ۵۷' حدیث نمبر ۱۵۹
{۷} ابوداؤد' سنن ابی داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۲۰۰' حدیث نمبر ۴۶۰۴
{۸} آل عمران : ۱۰۳
{۹} التوبہ : ۶۳
{۱۰} آل عمران : ۱۰۱
{۱۱} مسلم' الجامع الصحیح' جلد ششم' صفحہ ۲۱
{۱۲} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۲۲
{۱۳} مثلاً دیکھئے مسلم' الجامع الصحیح' جلد ششم' صفحہ ۲۰۔ ۲۲
{۱۴} ابوداؤد' سنن ابی داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۳۳۱' حدیث ۵۱۱۶
{۱۵} ابوداؤد' سنن ابی داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۳۳۱' حدیث ۵۱۱۷
{۱۶} ابوداؤد' سنن ابی داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۳۳۱' حدیث ۵۱۱۹
{۱۷} ابوداؤد' سنن ابی داؤد' جلد چہارم' صفحہ ۳۳۲' حدیث ۵۱۲۱
{۱۸} احمد' مسند احمد' جلد چہارم' صفحہ ۱۴۵
{۱۹} مسلم' الجامع الصحیح' جلد ششم' صفحہ ۱۴
{۲۰} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۵
{۲۱} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۲۱
{۲۲} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۲۳
{۲۳} خطیب تبریزی' مشکوٰۃ المصابیح' حدیث نمبر ۳۵۳۴
{۲۴} مسلم' الجامع الصحیح' جلد ششم' صفحہ ۹
{۲۵} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۹
{۲۶} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۹
{۲۷} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۷
{۲۸} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۵
{۲۹} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۳
{۳۰} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۷
{۳۱} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۷
{۳۲} ایضاً' جلد ششم' صفحہ ۱۷

{۳۳}خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، صفحہ ۲۵۰ (فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی معاشرت کا بیان)
{۳۴}ایضاً
{۳۵}ایضاً
{۳۶}ایضاً
{۳۷}ایضاً
{۳۸}ایضاً، جلد دوم، صفحہ ۲۵۲
{۳۹}ایضاً
{۴۰} مسلم، الجامع الصحیح، جلد پنجم، صفحہ ۱۱۴۔ کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف وغیرہ
{۴۱} بخاری، امام، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۲۲۷۲
{۴۲} ایضاً، حدیث نمبر ۲۲۷۳
{۴۳}ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۲۴، صفحہ ۸۱
{۴۴}ابن ماجہ، کتاب العلم، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث نمبر ۲۲۰، صفحہ ۸۱، ترمذی، الجامع الصحیح، الجزء الخامس، کتاب العلم حدیث نمبر ۲۶۸۲، صفحہ ۴۸
{۴۵} ترمذی، ایضاً، کتاب العلم، باب فضل العلم، جلد پنجم، حدیث نمبر ۲۶۴۷، صفحہ ۲۹
{۴۶} علی المتقی، کنز العمال، جلد ۱۰، حدیث نمبر ۲۸۷۳۰
{۴۷}مسند احمد، جلد پنجم، صفحہ ۱۸۶
{۴۸}ابوداؤد، سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، جلد سوم، صفحہ ۳۲۲
{۴۹} ابن ماجہ، جلد اول، صفحہ ۸۰ تا ۸۹
{۵۰} ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب کراہیہ منع العلم، حدیث نمبر ۳۶۵۸، جلد سوم، صفحہ ۳۲۱
{۵۱} خطیب تبریزی، مشکوہ المصابیح، کتاب العلم، حدیث نمبر ۲۶۰، فصل سوم
{۵۲} مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، بحوالہ صحیح مسلم
{۵۳}مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم بحوالہ بخاری و مسلم
{۵۴}بحوالہ ابوہاجر محمد سعید، موسوعہ اطراف الحدیث النبوی الشریف، بیروت جلد دوم، صفحہ ۱۸۰
{۵۵} ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب العلم، باب انتفاع بالعلم والعمل بہ جلد اول، صفحہ ۹۲